THE ALHAKAM

=qadian=

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معتبر اخبار

الحکم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیا در بزم مستان تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

قیمت سالانہ
والیان ریاست و امراء سے
معاونین سے
عوام سے

مدینۃ المسیح قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے

چہ گویم با تو گرائی چادر قادیان بینی • دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۴۰	سنہ ۱۹۲۳ء	مورخہ ۲۱- اکتوبر	جلد ۲۵

سچے قلب کی تڑپ

ایک دن مجھ کو ایک سندھی ہندو کو اللہ تعالےٰ کی ہستی پر کئی گھنٹے تک کچھ سنانا پڑا۔ اس کے اخیر میں میری روح ایک عجیب کیفیت میں آگئی۔ اور میں نے حسب ذیل مضمون کو ایک لطیف پیرایہ میں بیان کیا۔ جو کچھ بیان کیا ہے وہ خدا تعالےٰ کے فضل سے ایک عجیب مضمون نکلا۔ وہ یہ تو نہ تھا مگر اس کو اس کے ساتھ نسبت نہیں ہاں اسی طریق پر تھا۔

اس میں میں نے مقالہ کو اسی رنگ سے شروع کیا ہے کہ ایک شخص جو کسی شریعت اور کسی مذہب کا ماننے والا نہ ہو گر اس کے اندر ایک فطرت سلیم ہو تو اس قلب سلیم کی کیا حالت ہوتی ہے۔ اور کس طرح بیقرار ہو کر وہ خدا تعالےٰ کی تلاش میں دوڑتا ہے۔ اور کس طرح اس کے اندر سے آوازیں نکلتی ہیں اور پھر کس طرح سے خدا اپنے بندے کی دستگیری فرماتا ہے۔ ان سطور کو محض اس لئے لکھ دیا ہے ممکن ہے کہ کسی وقت کسی انسان کے کام آسکیں یا کم از کم میرا قلب ہی ان سے تسلی پا سکے۔ خادم

محمود احمد از مصر

مجھے معلوم نہ تھا کہ شریعت کس کا نام ہے اور نہ میں خدا کی ہستی سے ہی واقف تھا۔ مجھ کو علوم آسمانی کی تربیت میں نے آپ کو ایک نہایت مطربت راز پایا۔ میں نے بہت چاہا کہ معلوم کروں کہ میں کون ہوں اور میں کیوں آیا۔ لیکن مجھ کو پتہ نہ لگا۔ میں نے اپنے پاؤں نیچے زمین اور سر پر آسمان کو دیکھا کیا۔ اور میں نے محسوس کیا کہ میں کسی سخت طاقت کے ہاتھوں میں بند ہوں۔

میں نے چاہا کہ میں اڑ کر اوپر کے حالات دیکھوں مگر اڑ نہ سکا میں نے چاہا کہ میں زمین کے عرض و طول کا پتہ لگاؤں۔ مگر تھوڑی دور چل کر رہ گیا اور میرے پاؤں تھک گئے۔ میں نے چاہا کہ میں سمندروں میں تیروں اور نیچے جاکر وہاں دیکھوں کیا ہے مگر تھوڑی دیر تیر کر رہ گیا۔ کہ بازوؤں میں قوت نہ تھی۔ میں جس بات کے دیکھنے کی کوشش کرتا۔ میں نے اپنے اندر کمزوری محسوس کی اور میں اسکو معلوم نہ کر سکا۔ میری عقل حیران ہوئی اور مجھ کو اپنی حالت پر غصہ آیا۔ اور میں دانت پیس کر رہ گیا کیونکہ مجھکو کچھ سمجھ نہ آتا تھا کہ ایسا کیوں ہے۔ میں نے اپنی نظر کو دیکھا کہ وہ تھوڑی دور سے آگے نہیں جاتی۔ میں نے خیال کر لیا کہ اس سے آگے کچھ نہیں۔ پس میں دوڑا کہ میں آخری کنارے پر پہنچ کر دیکھوں کہ کیا ہے مگر آہ آخری کنارہ آج تک میرے ہاتھ نہ آیا۔ اور جیسے آگے گیا اس کے آگے کچھ اور ہی سلسلہ دیکھا۔ تب مجھ کو معلوم ہوا کہ میری نظر بھی کام نہیں۔

میں اپنی حالت پر جیسے جیسے غور کرتا تھا۔ اور میں سخت غیض سے بھرتا جاتا تھا۔ طبیعت چاہتی تھی کہ میں رو دوں لیکن رو نہ سکتا تھا۔

مجھ کو قطعاً پتہ نہ لگا۔ کہ میں کون ہوں اور کہاں ہوں۔ اور یہاں کیوں آیا۔ اور کون لایا۔

میں نے عزم کیا کہ ان سوالات کا میں پتہ لگاؤں گا اور اطمینان حاصل کر دوں گا۔

میں اسی فکر میں ایک آبادی میں داخل ہو گیا۔ ایک عالیشان شہر تھا۔ بازار تھے۔ لوگ آتے اور جاتے تھے میں نے محسوس کیا کہ میں کسی ایسی جگہ ہوں جہاں سب میرے جیسی میں غلطی کہا ہے میری تحقیق کا انسداد ہو سکیگا

۲

میں تھوڑی دور آگے بڑھا میں ایک مکان میں جو عمدہ ہوا زدنکو سے شیرکا تو نکو بھی معلوم ہوئیں میں کھڑا ہوا کہ یہاں کیا ہے وہ حیران ہوئے اور مجھکو باطل جانا انہوں نے چاہا کہ مجھے ٹالدیں اور پھر میں حیران ہوا کہ یہ کیا راز ہے میں نے ضد کی تو انہوں نے کہا کہ کا ہے تجھکو ایک چہل اور پہل معلوم ہوئی۔ لوگ خوش معلوم ہوتے دیکھے میں نے کہا کہ یہ سب کچھ کیوں ہے تو انہوں نے کہا کہ آج اس گھر میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ میں خوش ہوا کہ یہاں سے یہ راز حل ہو گا میں نے دریافت کیا کہ اس کے پیدا ہونے کی کیا غرض ہے اور وہ یہاں کیوں آیا۔ پر وہ میری بات سن کر ناراض ہوئے۔ اور مجھ کو کچھ جواب نہ دیا اور وہاں سے نکال دیا۔ میں نے اپنی حالت پر افسوس کیا۔ اور آگے بڑھا۔

۳

میں ادھر اُدھر نکلا۔ اور ایک ایک چیز کو ٹٹولتا رہا۔ اور دیکھتا رہا کہ شاید کسی سے سوراغ ملے۔ لیکن افسوس میری مرض بڑھتی رہی اور علاج کا پتہ نہ لگا۔

(مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر و چھپکر تراب منزل سے شائع ہوا)

اس بیقراری کی حالت میں ویسی ہی ایک مجلس خوشی سے بھری ہوئی دیکھی اور بالکل اسی طرح کا رنگ نقشہ نظر آیا۔ میں کھڑا ہو گیا۔ کہ قسمت آزمائی کروں اور پوچھنے لگا کہ یہاں کیا ہے۔ انہوں نے مسافر جان کر رحم کیا۔ اور مجھ سے اچھا سلوک کیا۔ میں نے پوچھا کہ یہاں یہ خوشی کیسی ہے انہوں نے کہا کہ ہمارا لڑکا آج بارہ سال کا ہو گیا اس لئے خوش ہو رہے ہیں۔ میں نے متانت سے کہا کہ یہ کونسی خوشی کی بات ہے لوگ بارہ سال کے ہوا ہی کرتے ہیں وہ مجھ پر ناراض ہو گئے اور انہوں نے مجھ کو پاگل جانا۔

میں نے ان سے الحاح کی اور ایک سوال پوچھا کہ یہ جوان یہاں کیوں آیا ہے۔ اور کون لایا۔ ان کو یقین ہوا۔ کہ میں مجنوں ہوں اور میرے پیچھے تالیاں بجائیں اور ٹھٹھا کیا۔ میں شرمندہ ہو کر وہاں سے نکلا۔ اور میرا راز مجھ پر نہ کھلا۔ میں دل برداشتہ ہوا اور مجھ کو سخت تکلیف ہوئی۔

۴

لیکن میرے عزم کو ٹھوکر نہ لگی۔ اور میں آگے بڑھا۔ میں نے دیکھا عورتیں گا رہی ہیں۔ باجے بج رہے ہیں۔ اور ایک شخص کو سنگار رہا ہے۔ میں اس کے ساتھ ہو لیا۔ کہ یہاں سے کچھ پتہ لگے۔ لیکن یہاں میں نے خاموشی اختیار کی۔ تا کہ مجھ کو پاگل جان کر نکال نہ دیں۔ اور اس راز کے معلوم کرنے سے رہ جاؤں وہ سب کے سب خوش خوش باجوں کے ساتھ ایک دوسرے گھر گئے جہاں ویسی ہی خوشی کا سامان تھا مجھ کو معلوم ہوا کہ اسکا نام شادی ہے۔ اور یہ لڑکا اس گھر سے ایک لڑکی کو اپنے گھر لے آئیگا۔ میں حیران ہوا۔ کہ یہ کونسی خوشی کی بات ہے۔ جسپر اسقدر خوشی ہو۔ اور شور مچایا جائے۔ میں رہ نہ سکا اور میں نے پوچھا کہ تمہاری دنیا میں آنے کی غرض یہی ہے۔ ان کو خیال پیدا ہوا کہ میں طعن کر رہا ہوں وہ ناراض ہوئے۔ اور مجھ کو نکال دیا۔

میں غصہ میں سخت لال ہوا کہ یہ کیسے لوگ ہیں جن میں سے کوئی نہیں جانتا کہ وہ یہ کام کیوں کر رہا ہے۔ میں غصہ کی حالت میں آگے بڑھا۔ اور میں نے اس قدر تگ و دو میں سخت تکلیف پائی اور میں بیٹھ گیا۔ میں شہر کے راستے بھول کر گلیوں میں جا کر ٹھوکریں کھانے لگا۔ میرے پاؤں میں درد ہونے لگا۔ میں اب کسی سے ڈر کے مارے راستہ بھی نہ دریافت کروں کہ مجکو پاگل نہ جانیں۔ میں ایک گلی سے دوسری اور دوسری سے تیسری اور تیسری سے پھر پہلی میں آیا۔

آخر میں نے محسوس کیا کہ میں واقعی تکلیف سے پاگل ہو رہا ہوں۔ میں بیٹھ گیا اور پاؤں ہاتھ میں ملنے لگے اور ان کو دبانے لگا۔

اس حالت میں ایک چیخ کی آواز میرے کان میں آئی جس نے میرے رونگٹے کھڑے کر دئے اور میں ہمہ تن گوش ہو گیا۔ چیخیں بڑھنے لگیں۔ میں چیخ سے واقف نہ تھا اور اس قسم کا منظر میں نے دیکھا نہ تھا۔ جسکو دیکھا غمگین ہے۔ اور جسکو دیکھا روتا ہے اور سر پیٹتا ہے۔ میں رہ نہ سکا اور پوچھا کہ کیا ہوا انہوں نے کہا کہ ایک نوجوان جس کی کل شادی ہوئی اور جس کی خوشیاں بھی ختم نہ ہوئیں۔ یکدن بیمار رہ کر مر گیا۔

میں نے تو بیماری کا نام نہ سنا تھا پھر موت کا مجکو کیسے علم ہوتا۔ میں نے کہا کہ ہیں مر گیا۔ کہاں گیا۔ آگے تو میں پوچھ رہا تھا کہ آیا کیوں اور اب یہ نئی بات سن رہا ہوں کہ مر گیا۔ میں نے حیرت سے پوچھا کہ مسرت کیا ہوئی ہے۔ اور وہ کہاں گیا ہے افسوس انہوں نے بھی میری بات نہ جانی۔ اور مجکو دھکے دیکر نکالدیا۔ میں الگ ہو کر بیٹھ گیا۔ اور میں نے کہا کہ میں ضرور دیکھونگا۔ کہ یہ کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے مرنے والے کو کپڑوں میں لپیٹ کر چارپائی پر اٹھا لیا۔ اور چل پڑے۔ گھر والے رو رہے تھے۔ دوست یار غمگین تھے۔ میں ساتھ ہوا آگے جا کر دیکھا کہ ایک جنگل میں ایک گڑھا کھود کر اس آدمی کو جس کے لئے کل خوشیاں ہو رہی تھیں اسپر مٹی ڈال کر لوگ واپس آ گئے۔

میں سخت حیران ہوا کہ یک نہ شد دو شد۔ کیا انسان کا یہی حشر ہے اسکے لئے یہ دنیا میں آتا ہے۔ کہ انسان انسان کے ساتھ یہی سلوک کرتا ہے کہ اس کے لئے اسقدر خوشیاں۔ مجھے کچھ سمجھ نہ آیا۔ اور بالکل نہ آیا۔

۵

میں نے آبادی چھوڑ دی اور جنگل میں جا بیٹھا اور میں نے کہا کہ میں اپنی غرض خود مقرر کروں گا۔ میں خیال کیا کہ میں اسی لئے دنیا میں آیا ہوں کہ میں خوش رہوں۔ لیکن معًا مجکو پہلے پرانے واقعات یاد آئے۔ اور میں غمگین ہو گیا۔ میں نے کہا میں اس لئے آیا ہوں کہ میں شجاع بنوں۔ میں اسی خیال میں تھا کہ میں نے دیکھا کہ ایک شیر جنگل سے نکلا۔ اور اس نے ایک ہاتھی پر حملہ کیا میں اس قدر ڈرا کہ میرا پیشاب نکل گیا۔ اور میں غش کھا کر گر گیا۔ جب مجکو ہوش آئی تو میں نے کہا کہ میں تو اس غرض کے لئے بھی نہیں۔

پھر میں نے کہا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ میں مال جمع کروں اسی تلاش میں نکلا۔ میں نے ایک جگہ زمین کے اندر ایک عظیم الشان کان سونے کی پائی۔ اور میں نے جان لیا کہ یہ حقیر مٹی مجھ سے زیادہ غنی ہے میں اس کے لئے بھی نہیں ہوں۔ اگر میں یہ سونا جمع کروں تو کیا میں اس سے زیادہ جمع کر سکتا ہوں۔

میں نے اپنے اندر شہوت کو محسوس کیا اور خیال کیا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ میں صرف اپنی شہوتوں کو پورا کروں۔ تب میری آنکھوں کے سامنے بعض ایسے جانور آئے جن کا مقابلہ میں ہرگز نہ کر سکا۔ اور میں نے اپنے تشبیہ ان جانوروں سے دینے میں اپنی ہتک جانی۔

مجکو خیال آیا کہ میں کھانے کے لئے پیدا ہوا ہوں اس لئے میں کھانے پر بیٹھ گیا۔ لیکن تھوڑا کھانا کھا کر رہ گیا۔ میرے سامنے ہی جنگل میں گھوڑا کھا رہا تھا۔ اس نے بارہ گھنٹے میں ایک دفعہ بھی منہ اٹھا کر نہ دیکھا۔ تب میں نے اپنے ضعف کو اور عجز کو محسوس کیا۔ اور مجھ کو سمجھ آئی۔ کہ دنیا میں یہ کام یونہی نہیں ہو رہا۔ بلکہ کسی جبر سے ہو رہا ہے اور کسی نے ان کاموں پر ہم کو مامور کیا۔ اور معلوم ہوتا کہ وہ ہم سے مذاق کر رہا ہے۔ اور ہم کو بتاتا نہیں۔ میں نے کہا کہ میں اب وہ کام کروں جو کہ یہ بیکس جانور نہ کرتے ہوں۔ پس میں نے بہت غور کیا۔ تو معلوم ہوا کہ میں صناع ہوں۔

ابھی اس خیال پر چند دن نہ گزرے تھے۔ کہ ایک بجڑے کے گھر کو ایک درخت سے لٹکتے دیکھا اور حیران ہو گیا۔

تب میں نے دنیا میں حسرت سے نگاہ ڈالی۔ اور کہا کہ افسوس یہ جانور یہ کمزور ہستیاں مجھ سے ہر بات میں قادر ہیں۔ اور مجھ سے بڑھ کر بنانے والے نے اس لئے ان سب کو ایک ایک چیز سکھائی ہے اور بتایا ہے کہ میری کمزور سے کمزور ہستی بھی اے انسان تجھ سے بڑھ کر طاقتیں رکھتی ہے۔ پس تیری غرض وہ نہیں جو ان جانوروں اور حیوانوں اور درندوں کی ہے

تو اس کام کے لئے یقیناً نہیں آیا جن کے لئے یہ آئے ہیں تب میں نے چاہا کہ میں اس بنانے والے کو ڈھونڈوں۔ کہ وہ کون ہے جس نے ہم کو بنایا ہے۔ اور اس نے جب سب کام ان کمزور چیزوں کو دئیے ہیں تو میرے لئے کیا کام رکھا ہے۔

میرے قلب کی تڑپ

میں بنانے والے کو ڈھونڈنے کے لئے تیار ہو گیا میری بالکل حالت اس شخص کی تھی جو کسی پر خار جنگل میں راستہ بھول گیا ہو اور وہ ہزار تلاش پر بھی نہ ملے۔ نہ پینے کو پانی اور نہ کھانے کو کوئی غذا۔ کپڑے پھٹ گئے ہوں اور پاؤں سے ننگا ہو۔ ہر وقت موت کا بھیانک منظر اس کی آنکھوں کے سامنے ہو اس بادیہ پیمائی کی حالت میں ...... کے قلب کی [illegible] حالت ہو۔ بالکل ویسی ہی میری حالت تھی۔ تنفس چڑھ گیا۔ آنکھیں نکل آئیں۔ ہونٹ سوکھ گئے۔ پیٹ لگ گیا۔ پاؤں زخمی ہو گئے۔ چہرہ کی رنگت بدل گئی۔ قوت نے جواب دیدیا۔ میں نے ہر طرف ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے۔ جو چیز میرے سامنے آئی۔ میں اس کو خالق تصور کرنے لگا۔ اور بلبلا کر اسکو پکارنے لگا۔ چاند دیکھا تو اس کے پیچھے دوڑا۔ سورج کو دیکھا تو اسکو ہی خالق جاننے لگا۔ جب ہر چیز پر موت اور زوال دیکھا تو سمجھ آئی کہ یہ بھی کسی کے اسی طرح سے عبد ہیں جیسے میں۔

تب میری بے قراری کی کوئی حد نہیں رہی اور میں چیخ اٹھا۔ اے میرے خالق۔ اے میرے مالک تو کون ہے اور کہاں ہے۔ میری روح۔ میرا جسم میرا ذرہ ذرہ تیرے فراق میں جل گیا۔ میں نے تجھ کو ہر جگہ ڈھونڈا۔ مگر نہ پایا۔ میں کمزور ہوں۔ تو طاقتور۔ میں بیمار ہوں۔ تو بیمار کو اچھا کرنے والا۔ آ۔ اور مجھ کو اپنے درشن دے میرے قلب کو اپنے مقدس قدموں سے روشن کر مجھ کو اپنے فیض سے اپنا چہرہ دکھا۔ اے مالک ارض و سما ورنہ تیرا گنہ گار بندہ ضعیف و ناتوان بندہ تڑپ تڑپ کر مر جائے گا۔ میں ایسی دعائیں کرنے لگا۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رویا۔

خدا کی محبت جوش میں آگئی جیسے بچہ کو روتے دیکھ کر ماں کی چھاتی سے دودھ ابل جاتا ہے اسی طرح سے اسکی محبت جوش میں آئی اور اس نے مجھ کو پکارا۔ اے میرے بندے میں تیرے پاس ہوں۔ ان اقرب من

حبل الورید- مت گھبرا میں تیرا رب ہوں اور تیرے پاس ہی ہوں۔ اٹھ اور میرے نظام کائنات پر غور کر- اور دیکھ کر کس طرح سے ہم نے دنیا کے انتظام کو چلایا ہے- اور ہم نے انسان کو پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا بلکہ یہ سب کائنات اس کی خدمت کے لئے پیدا کی ہے- پس کیا ایسے محسن رب کے احسانوں کا بدلہ یہی ہے- جو تو نے دیکھا پس ہم تجھ کو علم دیتے ہیں اور کہو سچے دل سے الحمد للہ رب العالمین

تب میرے اندر سے پرجوش آواز نکلی- الحمد للہ رب العالمین-

اس وقت مجھ کو نظام کائنات کا پتہ چلا اور مجھکو معلوم ہوا کہ یہ سب کائنات رب السموات والعرش کی بنائی ہوئی ہے- اور معلوم ہوا کہ انسان کی غرض وحید صرف اور صرف یہی ہے-

ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون-

تب خدا نے مجھکو اپنے فضل سے یہ سمجھ دی کہ میری غرض فنا فی اللہ ہے کائنات عالم مجھ میں فناء ہو رہی ہے اور میں اس غرض کے لئے ہوں کہ اس معبود حقیقی میں فنا ہو جاؤں- تب میری بصیرت کی آنکھیں کھول گئیں اور مجھ کو معلوم ہوا کہ جیسے چل چل کر مجھ میں فنا ہو جاتے ہیں- پانی کے چشمے ابل ابل کر مجھ میں فنا ہو جاتے ہیں- ہوا کے پرندے جنگل کے چرندے- پانی کی مچھلیاں- یہ سب مجھ میں فنا ہو رہی ہیں- سونا اور چاندی- ریڈیم اور ایتھر مجھ میں فنا ہو رہے ہیں-

ہاتھی اور گھوڑے میری خدمت میں مر رہے ہیں- پھول اور پتیاں- پھل اور ترکاریاں الغرض جس چیز پر نگاہ ڈالو انسان میں جذب ہو رہی ہے- پس وہ چیزیں جو کہ انسان میں مٹ رہی ہوں اور جو انسان میں فناہ ہو رہی ہوں ان کی اغراض کیسے میری اغراض سے مل سکتی ہیں- اس لئے لاریب مجھ کو ان سب کا حاکم پیدا کیا- اور لاشک مجھ کو اپنی شکل پر پیدا کیا- مجھ کو ایجادات کا مالک بنایا- مجھ کو حاکم بنایا- مجھ میں فناہ اور بقاء کے مرکز قایم کئے- لاریب- لاریب- وہ ہستی مقدس ہے جس نے میری خلقت کو ترتیب دیا- تبارک اللہ احسن الخالقین

مجھ کو معلوم ہوا کہ دنیا میں ایک اندھیری دنیا میں ایک جہالت و وحشت ہے- خدا نے انسان کو ایک اعلےٰ وارفع ہستی پیدا کیا-

انا خلقنا الانسان من احسن تقویم- ثم رددناہ اسفل السافلین- وہ چیزیں جو انسان کی خدمت کے لئے ہیں وہ بالکل سفلی چیزیں کبھی ان کا ارتقاء نہیں ہوتا- اور کبھی انکو بقا نہیں ہوتی- کبھی ان کا رفع نہیں ہوتا- وسفلی ہیں ان کے اغراض سفلے ہیں- وہ انسان کی خادم ہیں اور خدمتگار کا مرتبہ آقا سے بلند نہیں ہوتا- بلکہ وہ چھوٹے اور بڑے ہو کر اس حالت میں چلے گئے ہیں کہ بعض نہایت ذلیل خدمات پر مقرر ہیں- لیکن آہ! افسوس کہ انسان مقدس انسان جسکو خدا نے محض محض اور محض اپنے لئے پیدا کیا اور اپنے لئے چنا- جسکو احسن تقویم بنایا- اس کی حماقت کی کوئی حد نہیں- کہ وہ ان سب باتوں کو بھول کر اپنی زندگی کتوں اور گدھوں کی طرح سے بسر کرنے لگا- کوئی نہیں جس کی زندگی کا کوئی مقصد ہو- کوئی نہیں جس نے اس معرفت کو جانا ہو بعض نے اپنی زندگی پیٹ بھرنے اور بوجھ اٹھانے تک محدود کر لی+

بعض شہوتوں میں ایسے منہمک ہوئے کہ خنزیر اور بندر بھی انکے مقابلے سے عاجز آ گئے-

سچ ہے اور بالکل حق ہے کلام باری-

ثم رددناہ اسفل سافلین- اس نے اپنی زندگی سفلی بنالی- خدا نے تو چاہا کہ وہ ہوا میں نہیں- بلکہ روحانیت کے آسمان پر اڑے مگر اسکو پرندوں کی زندگی پر رشک آیا- اور وہ مچھلی کی حالت پر رشک کرنے لگا- اس نے اپنے مقصد کو بھلا دیا- اور وہ سفلی زندگی کے پیچھے پڑ گیا- اور اس نے غفلت کی زندگی بسر کرنا شروع کی- اس لئے اللہ تعالےٰ نے مجھکو مخاطب کر کے فرمایا الھکم التکاثر- حتی زرتم المقابر وقت آ جائے گا جب کہ ان سب اعمال کی سزا تجھ کو دی جائیگی

تب میں رویا اور چیخا اور کہا-

رب انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا واعترفت بذنبی لا یغفر الذنوب الا انت- فاغفر لی مغفرۃ وارحمنی انک انت الغفور الرحیم-

میں نے دعا کی اور اپنے اندر تبدیلی پیدا کی- میں نے اپنی غرض کو جانا اور اس کے پورا کرنے کے لئے میں نے اپنے آپ کو مٹا دیا- تب خدا نے مجھ کو آواز دی:-

یا ایتھا النفس المطمئنۃ ہ فادخلی فی عبادی ہ وادخلی جنتی ہ تب میری آنکھ کھلی اور اس سے سب حجاب دور ہو گئے- مجھ کو میرا رب سامنے نظر آیا- اور میں اس میں فناہ ہو گیا- اور میں نے کہا کہ یہی مقام عبودیت ہے اور یہی حقیقی جنت- والسلام-

محمود احمد از مصر

ناظر بیت المال کا اعلان

(۱) تمام جماعتوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ سال رواں یعنے ۱۹۲۳ء-۱۹۲۴ء کا بجٹ ماہ نومبر ۱۹۲۳ء کے اول عشرہ میں انشاء اللہ تعالےٰ مرتب کر کے ارسال کر دیا جاوے گا- دفتر سے بقایا داران اور فارم بجٹ طبع کر کے معہ چند ضروری ہدایات کے سب جماعتوں کو ارسال کیا گیا ہے اور اس کے بعد خطوط کے ذریعہ اطلاع دی گئی ہے کہ جماعتیں ان ہر دو فارموں کی خانہ پری مطابق ہدایات مطبوعہ کر کے ارسال فرماویں- یہ فارم ابھی سب جماعتوں سے موصول نہیں ہوئے- اس واسطے جن جن جماعتوں سے ابھی تک فارم مذکور نہیں پہونچے ان کو اس کے ذریعہ پھر اطلاع کی جاتی ہے کہ وہ بہت جلد یہ فارم پر کر کے ارسال فرماویں تاکہ ان کے بجٹ تیار کرنے میں دقت نہ ہو- جن جماعتوں کو باوجود بار بار یاددہانی کرنے کے ہر دو فارم نہ ملے- ان کو یہ کہنے کا موقع نہ ہوگا- کہ ہم سے بجٹ کے بارے میں دریافت نہیں کیا گیا- اگر وقت پر فارم نہ ملے تو دفتر ان کا بجٹ گزشتہ سال کی آمد اور آیندہ سلسلہ کے اخراجات کو مدنظر رکھ کر تیار کرے گا- جس کی ان کو اطلاع کی جاوے گی- اور اس کے بعد ان کو اپنے بجٹ میں کمی کرانے کی کوئی وجہ نہ ہوگی-

(۲) میں ملکانہ فنڈ کی آمد کے واسطے خصوصیت سے احباب کو توجہ دلاتا ہوں- کہ ابھی تک بہت درست جماعتوں میں ایسے ہیں کہ انہوں نے باوجود اس کے وہ ایک ایک سو روپیہ باسانی ادا کر سکتے ہیں اس طرف توجہ نہیں فرمائی عہدہ داران کو خصوصیت سے توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ اس مد کے واسطے خصوصیت سے توجہ فرماویں- ملکانہ فنڈ کا خرچ دن بدن بڑھ رہا ہے اور اس مد کا خرچ بفضل خدا ابھی بہت بڑی حد تک بڑھے گا-

احباب یاد رکھیں کہ یہ خرچ پیچھے نہیں پڑ سکتا بہر حال اسکو پورا کرنا چاہیئے-

(۳) جلسہ سالانہ خدا کے فضل و رحم سے بالکل قریب آ گیا ہے- اور اس سال کا جلسہ بفضل خدا ایک بڑے وسیع پیمانہ پر ہوگا- اور اس میں اسی نسبت سے اخراجات بھی بڑھیں گے- اخبارات کے علاوہ علیحدہ خطوط کے ذریعہ جماعتوں کو لکھا جا رہا ہے- اس ہفتہ میں ایک خاص تحریک بھی ارسال کی گئی ہے- جس کا جواب کا انتظار کرتا ہوں- چاہیئے کہ اپنے اپنے وعدوں سے جماعتیں بہت جلد اطلاع دیں- اس سلسلہ میں جو وعدے اکتوبر میں آئیں گے- ان کو اخبارات میں شایع کیا جا سکتا ہے-

(۴) زکوٰۃ کے بارے میں میں نے رسالہ زکوٰۃ ہفتہ زیر اشاعت میں سب جماعتوں میں ارسال کیا ہے- اس پر جماعتوں کی خاص توجہ درکار ہے- یہ بھی ظاہر کرنا ضروری ہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ حضرت اقدس کے حضور میں یا صرف ناظر بیت المال قادیان کے پتہ سے سب جماعتیں ارسال فرماویں-

(۵) چند افراد ایسے ہیں جو ابھی تک کسی جماعت میں شامل نہیں ہوئے- ان کو چاہئے کہ کسی جماعت میں شامل ہو جاویں- اول تو اپنا چندہ اپنی جماعت کے ساتھ ارسال فرماویں- اگر کسی خاص وجہ سے براہ راست ارسال کرنا پڑے تو کوپن پر تفصیل مدات دینے کے علاوہ اپنی جماعت کا نام ضرور دیں- تاکہ ان کی جماعت کے کھاتہ میں رقم جا سکے- اور اپنی جماعت کے عہدہ دار کو اپنی مرسلہ رقم کی اطلاع دینا بھی ایسے افراد کا فرض ہوگا- یہ دفتر ان کی جماعت کو اطلاع نہیں کرے گا-

(۶) آج کل دفتر سے ہر ایک جماعت کو اسکا حساب یکم اکتوبر ۱۹۲۲ء سے ۳۰ ستمبر ۱۹۲۳ء تک سب مفصل تاریخوار اور مدوار بھیجا جا رہا ہے اور اسکے ساتھ ہی چند ضروری امور برائے رپورٹ سالانہ دریافت کئے جا رہے ہیں جماعتوں کو چاہیئے کہ اپنے حسابات کو بغور دیکھیں اگر اسمیں کوئی رقم درج نہ پاویں تو بقیہ تاریخ- نمبر کوپن رقم داخل کردہ خزانہ سے بواپسی پتہ دیں- اور ضروری امور رپورٹ سالانہ بھی کے جو دفتر سے دریافت کئے گئے ہیں ان کے جوابات بھی جلد دیں- والسلام-

عبد المغنی ناظر بیت المال قادیان ۱۷- اکتوبر ۱۹۲۳ء

تاریخ کا ایک ورق

خواجہ کمال الدین کا سفر مصر
اور
اسکا احمدیت سے انکار

نمبر اوّل

خواجہ کمال الدین کا وجود جماعت کی تفرقی کا محتاج نہیں ہے۔ خواجہ کمال الدین بانی فتنۂ احمدیہ۔ خواجہ کمال الدین خلیفہ اوّل رض کے خلاف سازشیں کرنیوالا۔ خواجہ کمال الدین جس سے ۱۹۰۹ء میں خلیفہ اوّل نے بھری مجلس میں دوبارہ بیعت لی۔ خواجہ کمال الدین حضرت مسیح موعودؑ کے زبردست مضمون فلسفہ اسلام پر [illegible] ڈالا۔ اور اسکے اشتہار کو چھپانے والا۔ خواجہ مال قوم کا خائن۔ خواجہ جس نے بہت سے احمدیوں کو ہلاکت کے گڑھے میں گرایا۔ ووکنگ کی آمدن کو اپنی ذاتی قرار دینے والا جھوٹا۔ خواجہ ایک عرصہ دراز سے چاہتا تھا کہ وہ لارڈ ہیڈلے کے ذریعہ سے پیسہ کمائے۔ چنانچہ اس نے اس امر کا اظہار ۱۹۱۳ء میں کیا کہ وہ ہندوستان لارڈ موصوف کے ساتھ آنا چاہتا ہے۔

اسوقت خدا کے فضل سے حضرت والد صاحب قبلہ یعنی حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے الحکم میں باطل کا سر کچلا اور اسکو اپنی فراست سے کام لیکر نمایش قرار دیا۔ اور زبردست دلایل کے ساتھ اس امر کو واضح کر دیا کہ خواجہ کا اس سفر سے سوائے پیسہ جمع کرنے کے اور کوئی مطلب نہیں جو لارڈ موصوف کی نمایش کر کے جمع کیا جائیگا۔ اسوقت تو خواجہ خاموش ہو گیا۔ اور ہندوستان کا سفر اس نے ملتوی کر دیا۔ مگر اب جون ۱۹۲۳ء میں یکایک مصر میں انکے بعض دوستوں کے ذریعے اعلان ہوا کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ فاروق لارڈ ہیڈلے کو ساتھ لیکر حج کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ اور وہ سویز سے گزریں گے۔ چند دن کے بعد پھر اعلان ہوا کہ وہ سویز پہ اتریں گے۔ اور دوسرا جہاز لینگے۔ ان کے دوستوں نے مصری اخبارات میں اعلان کیا کہ خواجہ صاحب مسلم مشنری ہیں۔ اور خصوصاً لارڈ کے ساتھ ہیں انکا مصر میں زبردست استقبال ہونا چاہیئے۔ اسپر فوراً احمد بک نجیب براوہ محامی اور بعض شریف آدمیوں نے قاہرہ میں ایک انجمن انکے استقبال کے لئے بنائی اور اسکندریہ میں بھی تحریک کی گئی۔ پورٹ سعید میں بھی خطوط لکھے گئے۔ کہ انکا استقبال کیا جائے۔ تاکہ لارڈ کے قلب پر گہری اسلامی محبت کا اثر ہو۔

الغرض تین مقامات پر کمیٹیاں بن گئیں۔ ان کمیٹیوں نے اعلان کیا کہ اسمیں داخل ہونا ضروری ہے اور داخلہ بذریعہ ٹکٹ رکھا۔ ٹکٹ عمومی پانچ روپیہ تھا اور ٹکٹ خصوصی پندرہ روپے تھا۔ پندرہ روپے والے اس کمیٹی کے ممبر ہونگے اور پانچ روپیہ والے صرف دعوت چائے پر اور استقبال میں حاضر ہونگے۔ بہت سے لوگ شامل ہوئے۔ قاہرے میں انکی تعداد تین سو کے قریب تھی۔ الغرض کافی روپیہ اس فنڈ میں آگیا۔ خواجہ کی آمد کے بروز اعلانات ہوتے رہے۔ درحقیقت تو وہ لارڈ کی آمد کے اعلانات تھے۔ اور خواجہ صاحب ضمناً تھے۔ خواجہ جانتا تھا کہ میری عزت لارڈ کے ذریعے اور لارڈ سمجھتا تھا کہ یہ خواجہ کا فضل ہے۔ حتی کہ ۴ر جون ۱۹۲۳ء کو خواجہ صاحب مقدونیہ جہاز پر لنڈن سے پورٹ سعید پہونچے۔ جہاں انکا اچھا استقبال ہوا۔ چائے کی دعوت ہوئی۔ خواجہ صاحب وغیرہ کے فوٹو لئے گئے۔ اور تقریریں ہوئیں۔ چائے کی شام کو جو اخبارات شائع ہوئے انہوں نے خبر دی کہ انکے ساتھ مفتی دیار برطانیہ بھی ہے۔ جسکا نام استاذ عبد الحی ہے۔

عرب عبد الحی کا وجود جرائد کے لئے گویا کہ دھندلا تھا کسی نے مفتی بلاد ہند لکھ دیا اور کسی نے مفتی جزائر برطانیہ۔ اور حقیقت میں یہ خواجہ صاحب کی ہوشیاری تھی ورنہ عرب عبد الحی کی حیثیت اور پوزیشن جماعت سے مخفی نہیں جس نے سالہا سال قادیان کے لنگر میں گذارے غالباً ہماری جماعت کے بزرگوں نے انکو اکثر لکھا ہوگا۔ الغرض اعلان ہوا کہ ۵ بجے خواجہ صاحب ایک صالون میں یعنی سپیشل کمرے میں تشریف لائیں گے۔ گاڑی ایک بجے قاہرے کے اسٹیشن پر آئیگی۔ میں بھی خواجہ صاحب کا جلوس دیکھنے کے لئے اسٹیشن پر گیا۔ اسمیں کے حاضرین کی تعداد معقول تھی۔ لارڈ ہیڈلے کے متعلق پبلک چہ میگوئیاں کر رہی تھی۔ کہ یہ انگریزی سیاست معلوم ہوتی ہے۔ میں اور میرے دوست سید ظہیر الدین احمد صاحب حیدر آبادی اسٹیشن پہ ٹہلتے رہے۔ گاڑی کچھ لیٹ تھی کیونکہ مختلف اسٹیشنوں پہ لارڈ موصوف کے دیکھنے کے لئے لوگ جمع تھے۔ تالیوں کی گونج کے ساتھ گاڑی اسٹیشنوں سے گزرتی ہوئی آئی۔ اسٹیشن پر فوٹو گرافوں نے کمرے بھی لگا رکھے تھے۔ گاڑی آئی خواجہ صاحب ٹسر کی پگڑی باندھے اور ٹسر کی شیروانی پہنے گاڑی میں منہ نکالے کھڑے تھے۔ ہنس رہے تھے۔ خواجہ صاحب اس خوشی کو اپنے چہرے سے ضبط نہیں کر سکتے تھے جو انکو ہو رہی تھی۔ دوسری کھڑکی میں لارڈ ہیڈلے مصری ٹوپی سر پر رکھے کھڑے تھے۔ اور تیسری کھڑکی میں جہاں اسباب تھا۔ اور حقیقت میں وہ اسباب کا کمرہ تھا۔ عرب عبد الحی کھڑا تھا۔ اسکے سر پر شلواری پگڑی تھی۔

اس استقبال میں امراء مصر۔ اور علاوہ وکلاء۔ اور باشندگان بھی تھے۔ الغرض اس قسم کا استقبال ایک دنیا دار انسان کے لئے حقیقی معراج ہوتا ہے۔ اور جب وہ اسکو پا لیتا ہے تو ہے کہ میں نے جو پانا تھا پالیا۔ اس کمرے میں استاذ احمد بک نجیب براوہ وکیل اور تھے۔ جو اندر کھڑے تھے۔ میں دوسرا شخص تھا جس نے خواجہ سے مصافحہ کیا۔ اور پہلے شخص ظہیر الدین صاحب تھے۔ خواجہ ہنس ہنس کر سب کو اہلاً وسہلاً کہہ رہا تھا۔ میں خواجہ سے ملکر عبد الحی سے ملا۔ اس سے مصافحہ کیا۔ اور میں نے عربی زبان میں اس سے گفتگو کی۔ اور پوچھا کہ کیا حال ہے۔ اوس نے کہا بہت اچھا ہے۔ اور اس نے مجھ کو قطعاً نہ پہچانا۔ پھر میں نے اردو میں کہا کہ آپ نے مجھ کو نہیں پہچانا تو کہنے لگا نہیں۔ میں نے کہا کہ میرا نام شیخ محمود احمد ہے۔ میں شیخ یعقوب علی صاحب کا لڑکا ہوں۔ یہ سنکر وہ مجھ سے لپٹ گیا۔ اور پنجابی میں کہا۔ کہ

او یار توں کتھے۔ اسکے دل میں قادیان کی محبت موجزن ہو گئی۔ اور وہ بہت ہی خوش ہوا۔ مفتی صاحب کا حال پوچھا۔ میرے والد صاحب کا حال دریافت کیا حضرت صاحب کا حال پوچھا۔ الغرض وہ میرے ساتھ باتوں میں مشغول رہا۔ اور کہا کہ میں نے تو آپ کو پہچانا ہی نہ تھا۔ آپ نے پہچان لیا۔

عرب صاحب بہت موٹے ہو گئے ہوئے ہیں۔ اور چہرے پر سرخی ہی سرخی نظر آتی ہے۔ میں نے دعوت دی انہوں نے کہا کہ میں خواجہ صاحب کے ساتھ ہوں۔ اب اکیلا کیا کر سکتا ہوں۔ میں نے کہا خواجہ صاحب کو بھی کہو۔ انہوں نے کہا میں خواجہ صاحب کو بھی کہونگا۔ خواجہ صاحب اور لارڈ صاحب تالیوں کی آواز میں گاڑی سے اتر کر اسٹیشن کے باہر چلے گئے۔ اور موٹر میں بیٹھ گئے۔ جہاں صرف لارڈ صاحب موصوف کو پھولوں کے گلدستے پیش کئے گئے۔

وہ موٹر میں بیٹھ کر مصر جدید کے پاس میں احسان بے بکری کے مکان پر جا اترے جہاں پہلے سے انتظام کیا ہوا تھا۔ دوسرے دن یعنی ۶ر جون ۱۹۲۳ء کو ۵ بجے شام کے خرنفش جو سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے مزار کے قریب واقع ہے وہاں دار بکری جو بکری خاندان کے شیخ کا مکان ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی وسیع تھا۔ اسمیں دعوت چائے کا انتظام تھا۔

مصری چٹھی

احباب سے درخواست دعا

برادران۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اللہ تعالےٰ کے فضل سے مصر میں احمدیت کا لفظ ہر کان میں خواہ وہ کسی حیثیت کا انسان کیوں نہ ہو۔ پہنچ چکا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا محض فضل ہے۔ ورنہ انسانی کوششیں کیا حقیقت رکھتی ہیں۔ اسوقت یہاں کی جماعت پر ایک تیز آندھی چل رہی ہے۔ جسمیں کھڑا ہونا بھی مشکل ہے۔ ایک طرف خواجہ کمال الدین مرتد بیٹھا ہوا اندر ہی اندر ہی اپنے زہریلے اثرات پھیلا رہا ہے۔ دوسری طرف مصری امت کو یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ ہم انگریزی گورنمنٹ کے ایجنٹ ہیں۔ ان لوگوں کے لئے مسیح کی موت ماننا اور مسیح موعود کو سچا مان لینا کوئی بات نہیں۔ مگر یہ سیاست میں اسقدر منہمک ہیں کہ انکا ہر حملہ ہی سیاسی ہے۔ ازہری ملاں بہت کچھ اچھل کود رہے ہیں۔ اگرچہ خدا تعالےٰ کے فضل سے میرے قلب پر کبھی انکی حرکتوں کا [illegible] نہیں ہوا اور میں برابر ازہر میں جایا کرتا ہوں۔ اور بہت سے میری عزت بھی کرتے ہیں۔

آجکل ایک مضمون ریمین۔ سے ہمارے خلاف شائع ہوا ہے۔ جس کو بہت اہمیت مل گئی۔ اور ایک ہی وقت میں دو تین جرائد [illegible] میں طبع ہوا ہے۔ بعض طلباء ازہر کا ایک وفد میرے خلاف ایک شور پیدا کرنے کے لئے پہلے ازہر میں جمع ہوا۔ اور پھر شیخ الازہر کے پاس گیا کہ فلاں شیخ دار الحمایہ برطانیہ سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ اسکا انسداد ہونا چاہیئے۔ اور وہ مذہبی اثرات پھیلا رہا ہے۔

ایک ملاں جو مالدیپ کی طرف کا ہے اور گذشتہ میں شیخ رواق الہندی رہ چکا ہے۔ میرے خلاف دیہات میں زہر اگل رہا ہے۔ بعض مقامات پر میں نے مونگھیری ٹریکٹ بھی دیکھے ہیں۔ جو ہندوستانی لوگوں کو پڑھنے کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ اخبارات نے اول ہمارے مضمون لینے کا وعدہ کیا اور بعد میں انکار کر دیا ہے۔ اس لئے میں مجبور ہو گیا۔ کہ میں فوری طور پر ایک اخبار نکالوں۔ فی الحال یہ اخبار ایک صاحب نے جن کو سلسلہ احمدیہ سے ہمدردی ہے مجھ کو چھ ماہ کے لئے دیدیا ہے۔ اگر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح نے اس سلسلہ کو پسند کیا۔ تو یہ جاری رہیگا۔ اور میں اسکو بہترین بنانے کی بھی کوشش کرونگا بعید نہیں کہ صرف یہی اخبار مصر میں مستقل شن کا باعث ہو جائے اور سارا بوجھ اٹھا لے۔

اخبار مصر میں امراء کو بھی بھیجا جا رہا ہے۔ اور بازار میں بھی بیچا جاتا ہے۔ اس کے لئے بھی بہت کچھ روکیں پیدا کی گئیں۔ ایک بڑی کمپنی نے اخبار لینے کا وعدہ کر کے ٹھیک وقت پر اخبار لیکر بیچنے سے انکار کر دیا۔ بڑی دوڑ دھوپ کے بعد ایک اور ایجنٹ ملا۔ وہ دو اشاعتوں کو فروخت کر کے اخبار کے پیسے ہضم کر گیا۔ جو انشاء اللہ ہضم نہیں ہونگے۔ کیونکہ میں نے اس کو کہا ہے کہ اگر ایک ہفتہ تک روپیہ جمع نہیں کر دیگا۔ تو انگریزی کونسل میں تیرے خلاف مقدمہ کروں گا۔ انشاء اللہ روپیہ تو مل جائیگا۔ یہ سب مشکلات ہیں۔ جو میرے راستہ میں ہیں۔ اور پیسہ پاس نہیں۔ والد صاحب جنہوں نے اپنے خرچ پر مجھ کو روانہ فرمایا تھا۔ وہ اب میری مالی مدد نہیں کر سکتے۔ حضرت اقدس نے از راہ کرم ایک ۶۰ روپیہ ماہوار کا وظیفہ صیغہ تالیف و اشاعت سے مقرر فرمایا ہے۔ لیکن میرے مکان کا ہی کرایہ ساڑھے تین پونڈ ماہانہ ہے۔ ان حالات میں میں جن حالات سے گزر رہا ہوں۔ وہ اب کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ میں نے کبھی پسند نہیں کیا۔ کہ میں کسی مدد کی درخواست جماعت سے کروں۔ اور نہ اب کرتا ہوں ان حالات میں بعض میرے مکرم معظم بزرگوں نے جن کی تعداد پانچ چھ سے زیادہ نہیں بعض حالتوں میں میری مدد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انکی مدد فرمائے۔

میں اخبار کی اشاعت کی تحریک نہ تو عام کی ہے اور نہ خاص۔ اس لئے کہ ڈرتا ہوں۔ کہ [illegible] بہت بوجھ ہیں۔ بہر حال جماعت کے کام جماعت نے کرنے ہیں۔ میں جب وقت تک زندہ ہوں۔ اور ایک بھی سانس باقی ہوگا اسوقت تک میں یہ آواز دونگا کہ مسیح موعود آچکا۔ اور احمدیت کے سوا آج کسی جگہ اسلام نہیں ہے لیکن اگر جماعت میرے بوجھ کو اس رنگ میں دور کرنے کی کوشش کرے کہ اخبار کی توسیع اشاعت میں میرے ساتھ شریک ہو اور مجھ کو پوسٹل آرڈر رجسٹری کرا کر اسکی قیمت روانہ کر دی جائے۔ تو میں بہت سے بوجھ کے نیچے سے نکل کر کام کرنے کے قابل ہو سکونگا۔ اور جو بزرگ اس میں شریک نہ ہو سکیں۔ وہ کم از کم دعا سے ہی مدد فرما دیں۔

اگرچہ مجھ کو ایسے عریضے کے باریاب ہونے کی امید کم ہے کیونکہ گذشتہ کسی پرچہ الحکم میں تاریخ مالابار کے دو سو نسخوں کا اعلان پڑھ رہا ہوں۔ اور ابھی تک وہ دو سو ہی چلے آتے ہیں۔ جبکہ اکثر اعلانات کی حالت ایسی ہو تو کسی نئے اعلان کرنے کو طبیعت گھبراتی ہے۔ مگر میں نے یہ اسلئے لکھ دیا ہے کہ کم از کم کوئی اللہ کا بندہ دعا ہی کر دیگا۔ تو میرا کام ہو جائیگا۔ کیونکہ میری نگاہ انسانی کوششوں سے اب باہر ہے۔ سوا اس کے میرے نزدیک خدا تعالےٰ کے فضل کے بغیر سب ہیچ ہے ساعید ہے احباب ایسے پُر خطر وقت مصر میں احمدیت کے بڑھنے کے لئے بہت دعا فرمائیں

ٹی پارٹی

ہم بھی اس دعوت میں مدعو تھے۔ وہاں جا کر دیکھا کہ حاضرین کی تعداد بہت معقول تھی۔ اور انتظام بھی عمدگی سے خالی نہ تھا خواجہ صاحب مع لارڈ اور عرب صاحب کے موٹر میں آئے۔ پہلے باغ میں جا کر فوٹو لیا گیا۔ اسکے بعد خواجہ صاحب باغ میں لارڈ صاحب کے بازو میں بازو ڈالے ادھر ادھر ذرا ٹہلے۔ چھاتی پر وہی قرآن کریم رکھا ہوا تھا جس کو مولوی محمد علی ایم۔ اے۔ امیر المنکرین نے قادیان سے چھپایا تھا۔ وہاں سے خواجہ صاحب اور لارڈ صاحب اور عرب صاحب آکر ایک چبوترے پر چار کی میز پر بیٹھ گئے۔ میں بالکل خواجہ صاحب کے سامنے تھا۔ اور نظر سیدھی مجھ پر آتی تھی۔ چاء کے بعد خطبات شروع ہوئے۔ لارڈ صاحب نے مختصر خطبہ کہا اور خواجہ صاحب کی طرف سے بھی شکریہ ادا کر دیا۔ اس میں اس امر کا بھی اعلان کیا کہ میں چالیس سال سے مسلمان تھا۔ اور میرے خاندان کے بڑے لوگ میرے راستے میں روک تھے۔ جب وہ مر گئے تو راستہ میرے لئے صاف ہو گیا۔

اس کے بعد خواجہ صاحب سے بار بار اصرار ہوتا رہا۔ آخر خواجہ صاحب نے لیکچر دینے کا وعدہ کیا۔ اور نماز مغرب کے لئے جلسہ برخاست ہوا۔ عرب صاحب نے مجھ کو آنکھ کا اشارہ کیا کہ میں ان کی بات سنوں۔ میں ان کی طرف گیا۔ [illegible] یہ بالکل واضح بات ہے کہ میں نے قطعاً ان لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھنی تھی۔ نہ تو ہمکو اس امر کا کوئی خوف تھا۔ مگر خدا نے اور ایک راستہ پیدا کر دیا۔ میں خواجہ صاحب سے ملا اور پوچھا کہ آپ نے مجھ کو پہچانا ہے یا نہیں۔ خواجہ صاحب نے آنکھیں بند کر کے جواب دیا۔

بھلا کوئی اپنے بچوں کو نہیں پہچانتا۔

اس جواب میں کیا جادو بھرا ہوا تھا۔ مگر خواجہ کو معلوم نہ تھا کہ اس قسم کے الفاظ پرستان حق کے قلوب پر عارضی اثر کر کے رہ جاتے ہیں۔

خواجہ کی آؤ بھگت پر مجھ کو خوشی ہو رہی تھی اور وہ خوشی اس لئے تھی کہ آخر مسیح موعود پر اسکا ایمان ہی کیا ہوا اگر خلافت کا منکر ہے۔ بہر حال وہ مسیح موعود کا ایک خادم ہے۔ لارڈ ہیڈلے صاحب ایک کرسی پر بیٹھ کر فل بوٹ کھولنے لگے۔ تاکہ نماز کے لئے جائیں۔ مگر خواجہ صاحب نے کہا

"یہ پرائیویٹ ہوس ہے۔ مسجد نہیں ہے۔"

جس سے لارڈ رک گیا۔ اور اسی طرح نماز کے لئے چلا گیا۔ اور عرب ہیڈلے صاحب خوب میرے ساتھ باتیں کرتے رہے۔

(محمود احمد از قاہرہ) (باقی آئندہ)

مختصر نوٹ

پہلا احمدی طالب علم سرکاری وظیفہ پر ولایت جارہا ہے

ملک محمد اسمٰعیل صاحب بی۔ ایس۔ سی کے متعلق یہ معلوم کرکے احمدی جماعت کو بے حد خوشی ہوگی۔ کہ بہار گورنمنٹ نے اڑھائی سو پونڈ سالانہ کا وظیفہ ملک صاحب کو چار سال کیلئے دیا ہے۔ تاکہ وہ لنڈن یونیورسٹی سے وٹرنری سرجن بنیں۔ ملک محمد اسمٰعیل صاحب پہلے مسلمان طالب علم ہیں جو علم حیوانات کی اعلیٰ تعلیم پانے کے لئے سرکاری وظیفہ پر ولایت جارہے ہیں۔ اور خدا کا شکر ہے کہ یہ عزت ایک احمدی مسلمان کو نصیب ہوئی ہے۔ ملک محمد اسمٰعیل ہمارے مکرم بھائی ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب مرحوم کے صاحبزادے ہیں۔ ملک صاحب کی ابتدائی تعلیم و تربیت قادیان میں ہوئی ہے۔ اور بی۔ ایس۔ سی کی ڈگری انہوں نے ہندو یونیورسٹی بنارس سے ممتاز نمبروں میں حاصل کی۔ میں احمدی جماعت کی طرف سے بہار گورنمنٹ کو اس جائز حق دار کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں۔

ملک صاحب کی کامیابی کے لئے احباب دعا کریں۔ کہ وہ کامیاب ہوکر اپنے ملک اور حکومت کے لئے نفع رساں ہوں۔ اور ولایت میں اپنے اعلیٰ درجہ کے کریکٹر سے ممتاز حیثیت اپنے ہم عصروں میں حاصل کرکے آئیں اور ان کا وجود سلسلہ کی اشاعت کے لئے ہر طرح مفید و بابرکت ہو۔

اکالی اور احمدی تحریک

ہمعصر مبلغ اکالی تحریک پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

مذہبی تحریکیں اور نظام یافتہ تحریکیں تو ہندوستان میں اور بھی ہیں اور گوردوارہ کمیٹی کی ہستی سے پہلے موجود ہیں۔ مثال کے طور پر احمدیہ جماعت ہی کو لے لیجئے۔ اسمیں ۲ لاکھ سے زاید ایسے شخص ہیں۔ جو امام کے حکم کے تابع مذہب پر جان نثار کرنے کو طیار ہیں۔ مگر تا حال انہوں نے کبھی گورنمنٹ کو ریاستوں پر قبضہ کرنے کے چیلنج نہیں دیئے

احمدی جماعت ایک مذہبی جماعت ہے اور مذہب انسان کو ہر قسم کی ترقیات کو صراط مستقیم پر لے جاتا ہے سلسلہ احمدیہ اولًا انسان کو با اخلاق اور باخدا انسان بنانا چاہتا ہے۔ اور اسی کو تمام کامیابیوں کی کلید یقین کرتا ہے۔

دنیا کی حکومتیں اور سلطنتیں اسکا نصب العین نہیں بلکہ دنیا میں امن اور سلامتی کی لہر پیدا کرنا اسکا مقصود ہے

اور وہ انسان اور خدا میں عبد اور معبود کا حقیقی رشتہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جُدا
مجھکو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوان یار
ملکِ روحانی کی شاہی کی نہیں کوئی نظیر
گو بہت دنیا میں گذرے ہیں امیر و تاجدار
داغِ لعنت ہے طلب کرنا زمین کا عز و جاہ
جسکا جی چاہے کرے اس داغ سے وہ تن فگار
کام کیا عزت سے ہم کو شہرتوں سے کیا غرض
گر وہ ذلت سے ہو راضی اسپہ سو عزت نثار

بس احمدیت کا مقام بہت بلند اور اس کی شان ارفع ہے ان جھگڑوں سے جو مذہب کے نام پر کئے جاویں۔

کانگرس کا وقار قائم رکھنے کیلئے مسلمانوں کی تخریب کرو

”ملاپ کی رائے“

آجکل آریہ اخبارات میں ایڈیٹر پرتاپ اور ڈاکٹر ستیہ پال سکرٹری پراونشل کانگرس پر خوب بحث ہو رہی ہے۔ پرتاپ پر الزام ہے کہ وہ کانگرس کے وقار کو قائم کر رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب اس جرم میں پرتاپ کو بائیکاٹ کرانا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کے سرکلر اخبار نویس تو ہر ایک طرف کوئی شریف اور آزاد خیال انسان ایک منٹ کے لئے بھی جائز نہیں سمجھ سکتا۔ اس سے ڈاکٹر ستیہ پال کی پوزیشن صاف کھل جاتی ہے۔ مجھ کو اس جھگڑے کے متعلق اسقدر کہنا ہے۔ لیکن اس بحث میں ایک نئی بات پیدا ہوگئی ہے ایڈیٹر ملاپ نے ۱۵ اکتوبر کے اخبار میں اس قضیہ پر ایک شائستہ ریویو کیا ہے اور اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اس کی نظر میں کانگرس کا وقار اسلئے کم ہو رہا ہے۔ کہ

خود کانگرس کے بعض آدمیوں کے افعال ہیں جنہوں نے کانگرس کے اعتماد و وقار کو کم کیا اگر مالابار اور ملتان کے حادثات کے وقت یہ دلی نہ دکھاتے اور جو افردی سے ڈاکوؤں۔ قاتلوں اور لٹیروں کے خلاف آواز بلند کرتے اور برملا ہندوستانی مسلمانوں کو کہدیتے کہ تمہاری یہ حرکات سراسر ناواجب ہیں۔ جن کو ملک کا کوئی بہی خواہ برداشت نہیں کرسکتا۔ تو کانگرس کے وقار میں چار چاند لگ جاتے“

پھر آگے چلکر آپ فرماتے ہیں کہ

خیر گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط کہکر فروعات کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ اور اس راستہ کو پکڑنا چاہیئے جس سے کانگرس کا وقار اور اعتماد از سر نو قائم ہو جاوے“

مجھ کو اس پر حاشیہ چڑھانے کی ضرورت نہیں ایسی حالت میں مسلمانوں کو اپنی فکر آپ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ کانگرس کا وقار بجز مسلمانوں کے خلاف آواز بلند کرنے کے بغیر ملاپ کے خیال میں نہیں ہو سکتا۔ یہ ہندو مسلم اتحاد کے لئے ملاپ کی کوششوں کے کا ایک کھلا کھلا ثبوت ہے۔ کانگرس کے لیڈروں کو ملاپ کا شکرگذار ہونا چاہیئے۔ کہ وہ انہیں سیدھا راستہ دکھا رہا ہے۔ افسوس!

مقتضائے طبیعتش ایں است

آریوں اور احمدیوں کی ترقی کا مقابلہ

پرکاش نے آریوں اور احمدیوں کی ترقی کا مقابلہ مردم شماری کے اعداد کی بنا پر کیا ہے اور اس مقابلہ میں وہ نہایت شرمناک جھوٹ بولے ہیں۔ اول یہ کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے سوامی دیانند کو مباحثہ کے لئے بلایا اور پھر خود ہی ایسا منہ چھپایا کہ مرتے تک باہر نہ نکالا۔ اگر پرکاش کے دلیں صداقت سے ذرا بھی محبت ہے اور اگر اسکی غیرت اور حمیت کی کوئی حس باقی ہے تو اس خط و کتابت کو شائع کرے جو اس مباحثہ کے متعلق ہوئی تھی۔ کم از کم سوامی جی کا وہ خط جو مباحثہ کی آمادگی کے متعلق ہے شائع کردیں تاکہ پبلک کو معلوم ہو جائے کہ پرکاش نے کس دیانت اور ایمانداری سے یہ لکھا۔ اسکے بعد پرکاش ترقی کے مقابلہ کے لئے مردم شماری کے اعداد دیکر ظاہر کرتا ہے۔ کہ آریہ سماج نے پانچ گنا ترقی احمدی جماعت کے مقابلہ میں کی ہے۔ مگر اس مقام پر وہ ایک اور مغالطہ دیتا ہے۔ جبکہ کہتا ہے۔ کہ دونوں تحریکیں ایک وقت میں شروع ہوئی ہیں حالانکہ احمدی جماعت کا آغاز زیادہ سے زیادہ ۱۸۸۹ء سے ہو سکتا ہے۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت لینی شروع کی۔ اور آریہ سماج اس سے بہت عرصہ پیشتر قائم ہو چکا تھا۔ واقعات کی روشنی اور موجودگی میں غلط بیانی کرنا نہایت شرمناک امر ہے۔

آریہ سماج نے گذشتہ دس سال کے اندر اگر کوئی ترقی کی ہے تو وہ میگھ اور دوسری ہم چو قسم اقوام کی شمولیت کا نتیجہ ہے۔ لیکن مقابلہ کا یہ طریق درست نہیں ہے ہم مقابلہ اعداد سے نہیں کرتے بلکہ کام کے لحاظ سے کرتے ہیں۔ زندگی کا ثبوت کام سے ہوتا ہے اور کوئی ثبوت زندگی کا نہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ ہماری تعداد آریہ سماج کے برابر نہیں۔ لیکن ہم پرکاش سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ جو کام احمدی جماعت کر رہی ہے اسکے مقابلہ میں آریہ سماج کا باوجودیکہ وہ نصف صدی سے زائد عرصہ سے قایم ہے آریہ سماج نے کیا کام کیا ہے؟

دور جانے کی ضرورت نہیں۔ خود پرکاش ہی کی تحریر پیش کرکے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا یہ زندہ قوم

کے معاملات اور نقشانات میں سیاہ ہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں آریہ سماج مردہ ہے یا نہیں؟

پیر کا فقرہ لکھتا ہے کہ

لیکن ہم اس امر واقعہ سے انکار نہیں کر سکتے۔ کہ مرزائی باوجود قلیل التعداد ہونیکے جس جوش سرگرمی صدق دلی اور جانفشانی سے کام کرتے ہیں۔ وہ آریوں کیلئے ہر لحاظ سے سبق آموز اور قابل رشک تقلید ہے اس وقت مرزائیوں کے مبلغ جرمنی۔ امریکہ۔ انگلستان۔ افریقہ اور کئی دیگر ممالک میں موجود ہیں۔ حال ہی میں انکے سلسلہ کا ایک اخبار عربی زبان میں مصر سے نکلنا شروع ہوا ہے۔ جرمنی کے پایہ تخت برلن میں محض مرزائی استریوں کے چندہ سے ایک شاندار مسجد تعمیر کی گئی ہے۔

تاریخ توسیع سلطنتِ اسلام

ایک پرِ کاہ سے کیونکر کوہِ گراں بن گیا؟

(نمبر اوّل)

(ذیل کے مضمون میں مجمل طور پر بتایا گیا ہے کہ اسلام جو ابتدا میں صرف چند افراد تک محدود تھا۔ پھر وہ کس طرح اشاعت پذیر ہوا۔ اللہ نور السموات والارض کی روشنی چار دانگ عالم میں کسطرح پھیلی۔ اور سلطنت اسلام کیونکر رفتہ رفتہ روئے زمین پر چھا گئی۔ اس دلاویز داستان کے لئے ہم مدرسہ نظامیہ بمبئی کے رہین منت ہیں)

(۱) سب سے پہلا سبب اسلام کی اشاعت کا تائید آسمانی ہے جس سے تمام اسباب پیدا ہو گئے۔

(۲) اسلام میں دو قسم کے لوگ تھے۔ ایک وہ جو دل سے ایمان لاتے تھے۔ اور دین کے پھیلانے میں جان کی کچھ حقیقت نہ سمجھتے تھے۔ دوسرے منافق جنہوں نے ظاہری اسلام بطمع زر اختیار کر لیا تھا کیونکہ عرب جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔ کمال مفلسی اور افلاس کی حالت میں گذران کرتے تھے۔ ان کو اسلام قبول کرنے میں اچھے دن دکھائی دئے۔ غرض دونوں قسم کے مسلمان ایک بطمع دین دوسرے بطمع دنیا ممالک فتح کرنے میں دل و جان سے مصروف ہوئے یہاں تک کہ بقول مورخین فرنگ ۱۰۰ برس کے عرصہ میں مسلمان اتنی بڑی سلطنت کے سلطان و بادشاہ بن گئے۔ اور اتنے ملک فتح کر لئے جو عیسائی رومیوں کو سینکڑوں برس میں نصیب نہ ہوئے تھے

(۳) مسلمانوں کو ایسی سلطنت سے واسطہ پڑا تھا جس پر سالہا سال سے مختلف حکومتوں نے نہایت بیرحمی سے ظلم کر رکھا تھا اور اس مظلوم رعایا نے نہایت خوشی کے ساتھ ان نئے ملک گیروں کو قبول کر لیا جن کی حکومت ان کیلئے بہت زیادہ آسائش کا موجب تھی

(۴) مفتوح اقوام کے ساتھ مسلمان نہایت رحم اور انصاف سے پیش آتے تھے۔ اشاعت اسلام میں سوائے حالت مجبوری کے تلوار سے کام نہ لیتے تھے جس ملک کو فتح کرتے۔ اسی وقت اعلان کر دیا جاتا کہ ہمکو اقوام مفتوحہ کے مذہب و رسوم میں ہر طرح رعایت منظور ہے۔ کسی میں مداخلت نہ کریں گے۔ اگر اسلام قبول کریں تو ان کے لئے دین و دنیا دونوں میں بہتر ہوگا۔ اگر یہ منظور نہیں۔ تو ایک خفیف سی رقم اسلام نہ قبول کرنے کے معاوضہ میں دینی ہوگی۔ اس لئے کہ غیر مسلم فوجی خدمت سے سبکدوش ہوتے تھے۔ یہ رقم جزیہ کے نام سے موسوم تھی۔ اس کی مقدار تقریباً دس روپیہ سالانہ فی کس ہوتی تھی۔ اب جب دیکھئے رعایا کو کتنے ٹیکس ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اور ان کی مطلوبات کے مقابلہ میں جو ان اقوام کے پرانے حکام ان سے وصول کیا کرتے تھے۔ نہایت کم تھی۔ پھر یہ بھی تھا جب ان کفار سے جزیہ لیا جاتا تھا۔ تو ان کے جان و مال کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کیا جاتا تھا۔ اور وہ مسلمانوں کے ظل حمایت میں چین سے زندگی بسر کرتے تھے۔ جنگ و جدال میں بڈھوں عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی سخت ممانعت تھی۔ جب بعد جنگ یہ لوگ گرفتار ہوتے تو غلام بنائے جاتے اور مسلمانوں میں تقسیم ہو جاتے۔

(۵) سبب اشاعت اسلام کا سیاحت اور تجارت کا شوق تھا۔ مسلمانوں نے پہلی ہی صدی ہجری میں سفر شروع کر دیا۔ اور بطلیموس کی دنیا جس کے شمال میں بحر ظلمات جنوب میں خط استوا مشرق میں چین اور مغرب میں جزائر خالدات تھے۔ بہت کچھ اضافہ کیا تھا۔ اس ابتدائی زمانہ میں مسلمان سوداگر چین ماچین اور جزائر شرق الہند سے لیکر مغرب میں بحر ظلمات تک پھیل گئے تھے۔ شمال میں ان کی رسائی روس کی اس حد تک ہو گئی تھی۔ جو کیرہ بالٹک کی حد بندی کئے ہوئے ہے چنانچہ روس اور سکینڈی نیویا کے ساتھ بہت احتیاط تاجرانہ کئے گئے تھے۔ جنوب میں ساحل افریقہ طے کرتے ہوئے جزیرہ مڈغاسکر اور جزیرہ موزمبیق تک پہونچے تھے۔ ۱۳۵ ہجری کے قریب اسپین کے عربوں نے امریکہ بھی دریافت کر لیا تھا مگر کسی کو خبر نہ ہوئی اور نہ انکو اس سے کچھ فائدہ حاصل ہوا جو کولمبس کو ہوا۔ اہل عرب جہاں کہیں جاتے تھے دین اسلام پھیلانے کی کوشش کرتے تھے۔ اور اکثر ان میں سیاحت نامہ لکھتے تھے۔ ۔۔ ہجری میں نواب بن ابو کبشہ کو جو حضرت رسول خدا کی والدہ ماجدہ جناب آمنہ کے قبیلہ بنی زہرہ سے ہونے کے سبب آپ کے ماموں کہلاتے ہیں۔ رسول اللہ نے شاہ چین کے پاس اسلام کی تلقین کی غرض سے بھیجا تھا کانٹن میں انکو مسجد بنانے اور اپنا مذہب علانیہ تلقین کرنے کی اجازت مل گئی۔ ۔۔ ہجری میں مدینہ آئے۔ مگر رسول اللہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ پس اسی سال حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا جمع کیا ہوا قرآن لیکر پھر چین کو چلے گئے۔ مگر افسوس کہ پہونچتے ہی انتقال ہو گئے۔ کانٹن میں ابتک ان کی قبر موجود ہے ۶۵ ہجری کے قریب عقبہ بن نافع فہری دمشق سے روانہ ہوئے اور مصر و ممالک بربر فتح کرتے ہوئے مراکو کے مغربی ساحل تک جا پہونچے۔ جہاں بحر ظلمات کی موجوں نے ان کی ترقی کو روکا۔ ایک شخص سلیمان نامی تاجر نے ۲۳۷ ہجری کے قریب ہند و چین کا کئی مرتبہ بحری سفر کیا۔ اپنے سفرنامہ میں سراندیپ۔ راس کماری اور جزائر انڈمان و نکوبار کا بھی ذکر لکھتا ہے۔ یہ مسلمانوں کا پہلا جغرافیہ نویس ہے اسیطرح کئی مشہور سیاح ہوئے۔ جنہوں نے اپنے سفرنامے لکھے ہیں۔ آٹھویں صدی مسیحی کے شروع ہونے سے پہلے عرب مسلمانوں نے کئی جگہ ہندوستان میں آکر اقامت اختیار کی سب سے پہلے ساحل ملیبار پر بسے۔ اور کئی راجہ ہند کے رفتہ رفتہ مسلمان ہو گئے۔ اور پھر وہ عرب جزائر الہند میں داخل ہوئے۔ چنانچہ سیلون۔ سماٹرا سلیبس میں بھی پہونچے اور کاروان عرب شمال کی طرف ہو کر تاتار سائبیریا تک آ گئے۔ وسط افریقہ میں ناجیریا تک گئے۔ جہاں ۳۰۰ ہجری میں کئی ملک اہل اسلام کے مقر ہو گئے۔ چنانچہ ملک غانہ و نگرہ۔ تکرور۔ کوکو اور بعد ازاں سنار دار فور برنو تمبکتو اور ملی میں اسلامی حکومتیں قائم ہو گئیں پھر آبنائے باب المندب سے زنگبار اور موزمبیق تک پہنچے۔ اور مقامات مفصلہ ذیل میں مسلمانوں کی بندرگاہیں قائم ہو گئیں۔ مقدیشو۔ ملندہ۔ سوفالا کیلو موزمبیق اور پھر جزیرہ مڈغاسکر کو گئے۔

(۶) چھٹا سبب اشاعت اسلام کا فتوحات ہیں۔ فرنگستان کے مورخ لکھتے ہیں کہ عربوں نے قلیل زمانہ میں ایک جدید تمدن کی عمارت کھڑی کر دی۔ اور انہوں نے ایک گروہ اقوام کو اس جدید تمدن کے ساتھ اپنے مذہب اور اپنی زبان اختیار کرنے پر آمادہ کیا۔ عربوں کی صحبت کے ساتھ ہی مصر اور ہندوستان کی سی قدیم اقوام نے انکا دین انکا لباس طرز معاشرت بلکہ ان کا طریقہ تعمیر تک اختیار کر لیا۔ عربوں کی بعد بہت اقوام نے انہی خطوں پر حکومت کی ہے۔ لیکن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا اثر اسوقت تک ان ممالک میں پایا جاتا ہے۔ کل ممالک ایشیا۔ افریقہ میں مراکش سے لیکر ہندوستان تک جہاں کہیں عرب پہونچے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انکا اثر ان ملکوں میں ہمیشہ کے لئے باقی رہ گیا۔ بہت سے نئے ملک گیروں نے ان ممالک کو عربوں کے بعد فتح کیا ہے لیکن وہ ان سے عربوں کے مذہب اور عربوں کی زبان کو ہرگز ہرگز نہ مٹا سکے۔ اسلام کی کل مفتوحہ اقوام میں اندلس (اسپین) ہی کے باشندے ایسے ہیں جنہوں نے اپنے کو تمدن عرب کی پابندی سے آزاد کر لیا۔ مگر یہی آزادی اسپین کے شدید اور لاعلاج انحطاط کا باعث ہوئی۔

رسول خدا کی وفات سے پہلے تقریباً کل عرب مسلمان ہو چکا تھا۔ بعد کی دو چار بغاوتیں ایسی ہی تھیں جیسی جدید مفتوحہ ملکوں میں ہوا کرتی ہے۔ جناب رسول خدا کی کامیابی دیکھ کر بعض مسلوب الحواس لوگوں نے نبوۃ کا دعویٰ کیا اور ان میں سے ایک شخص نے تقریباً نصف یمن کو مرتد بھی کر لیا۔ مگر اسے بعض پکے مسلمانوں نے قتل کر ڈالا۔ اسیطرح ایک شخص نے کچھ کامیابی حاصل کی اور خلیفہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ غرضکہ پیروان اسلام نے تمام دقتوں کو مغلوب کر لیا۔ عربوں نے بتدریج سلطنت جمہوری سے سلطنت شخصی تک ترقی کی اور خلفائے اسلام بھی بالآخر خود مختار سلاطین کے ہو گئے۔

(مسلم راجپوت)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
اور
حضرت استاذی خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے خاص مجربات

۱- حب سیکی۔ علیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو ضعف معدہ و ہاضمہ طعام۔ دافع درد معدہ و قبض و درد مفاصل اور خرابی سینہ و امراض اطفال درد شکم و قبض و بخار و کھانسی اور ڈبہ وغیرہ کے لئے از حد اکسیر ہے۔ قیمت فی سینکڑہ دو روپیہ (عہ)

۲- کشتہ طلاء۔ یہ سونے کا کشتہ خاص طریق سے تیار کیا گیا ہے تقویت اعضاء رئیسہ۔ دل۔ دماغ۔ جگر معدہ اور باہ کے لئے ایک بے نظیر چیز ہے۔ نہایت درجہ کا فرحت افزا اور حفظ صحت کیلئے بس اکسیر کا حکم رکھتا ہے ایک دفعہ ضرور آزما کر فائدہ اٹھائیں قیمت فی خوراک ۱۲ر اور فی سینکڑہ خوراک تیس روپیہ (سے)

۳- حبوب مقوی اعصاب۔ جو نہایت درجہ کی مقوی اعصاب و باہ و معدہ و دماغ ہے قیمت فیصد رجنرا ۱۲ر اور فی سینکڑہ پانچ روپیہ (صہ)

۴- روغن اکسیر اعصاب۔ جو تمام قسم کی بد عادت الیہ کیلئے اور کل نظام عصبی کی تقویت کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی (عہ)

۵- اکسیر چریان۔ جو ممسک اور مقوی ہونیکے علاوہ ذائل ہونیوالے مادہ کو روکنے اور بحال رکھنے کیلئے ایک تریاق ہے قیمت فی شیشی (عہ)

۶- اکسیر سوزاک۔ جو پرانے اور نئے سوزاک کو صرف ایک ہفتہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دور کر دیتی ہے قیمت ایک ہفتہ کیلئے صرف (عہ)

۷- اکسیر نسوان۔ جو ایام ماہواری کی بے قاعدگی درد اور تمام تکالیف کو بہت جلد دور کر دیتی ہے اس دوائی کے ذریعہ مولیٰ کے فضل سے بہت سے گھر آباد ہوئے ہیں قیمت ایک ہفتہ کی خوراک کیلئے دو روپیہ (عہ)

۸- سرمہ مروارید۔ یہ سرمہ حضرت خلیفہ اولؓ کا نہایت اکسیر ثابت ہوا ہے حتیٰ کہ بعض نے اسکے متواتر استعمال سے عینک کو ترک کر دیا ایسا ہی بڑاپے اور گرد کے لئے بھی مفید بلکہ مجرب ثابت ہوا ہے۔ قیمت فی تولہ چار روپیہ (للعہ)

نوٹ:- ہم نے اوپر کی ادویہ کے خواص و صفات بیان کرنے میں بہ رعایت تہذیب عمداً اشارات سے کام لیا ہے ورنہ یہ ان تمام امراض مردانہ و زنانہ کے لئے جن میں آج ایک دنیا مبتلا ہے اور جنکو طبیبوں کے سامنے بیان کرنے سے شرماتے ہیں بے نظیر ہیں اور پھر خوبی یہ کہ قیمتیں نہایت واجبی رکھی گئی ہیں۔

خاکسار حکیم محمد دین احمدی گوجرانوالہ

تصدیق حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

حکیم صاحب نہایت مخلص پرانے احمدی ہیں اور علم طب میں پرانا تجربہ رکھتے ہیں حضرت خلیفہ اول رضؓ بھی آپکی بعض دوائیں استعمال کرواتے تھے۔ مجھے اعتماد ہے کہ اخلاص اور محبت سے تیار کی گئی ادویہ بیماروں کے لئے مفید ہونگی۔

خاکسار مرزا محمود احمد

مکتوبات احمدیہ کی چھٹی جلد

دفتر الحکم کی یہ خصوصیت ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے **ملفوظات** اور مکتوبات وغیرہ کو محفوظ کرنے میں ہر ممکن سعی کی ہے اسوقت تک مکتوبات کے کئی حصے شائع ہو چکے ہیں۔ حضرت اقدس کے مخلص اور جاں نثار مریدوں کے نام جو مکتوبات ہیں ان کی اشاعت کا جو سلسلہ شروع کیا گیا تھا میری قادیان سے غیر حاضری کے سبب بند ہو گیا۔ میں اب رفتہ رفتہ ان تمام کاموں کو جو جاری تھے ترتیب دے رہا ہوں۔ چونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں میں چاہتا ہوں کہ جلد جلد ان تحریروں کو شائع کر دوں۔ اس سلسلہ میں **مکتوبات احمدیہ** کی چھٹی جلد عنقریب جلد تیار ہونے والی ہے۔ اس جلد میں حضرت چودھری رستم علی خان صاحب کے نام مکتوبات ہیں۔

چودھری صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فدائیوں میں سے تھے اور جب سے وہ سلسلہ میں داخل ہوئے ایک منٹ کے لئے بھی کوئی ابتلاء نہ آیا۔ اور آخر سلسلہ کی خدمت کرتے ہوئے اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ میں چاہتا ہوں کہ مکتوبات کی اس جلد کے ساتھ مرحوم چودھری صاحب کے کچھ حالات زندگی بھی لکھ دوں اسلئے جماعت کے قدیم احباب سے درخواست ہے کہ چودھری صاحب کے سوانح عمری کے متعلق کوئی واقعہ انہیں معلوم ہو تو مجھے لکھ بھیجیں۔ ان کتابوں کا سلسلہ اسی صورت میں جاری رہ سکتا ہے کہ احباب کثرت سے انکو خرید کریں۔ درخواستیں **دفتر الحکم** میں بھیجی جاویں۔

مرآۃ الجہاد

آریوں کی طرف سے مسئلہ جہاد پر بہت اعتراض کئے گئے ہیں۔ لیکھرام مقتول نے اس پر ایک خاص کتاب لکھی ہے۔ اور آج آریوں نے اشدھی کی تحریک کی بنیاد اسی پر رکھی ہے۔ کہ اسلام بذریعہ تلوار پھیلایا گیا ہے۔ اس کتاب میں اس مسئلہ کی حقیقت **علمی تاریخی** حیثیت سے اس قابلیت سے بیان کی گئی ہے کہ بے اختیار مصنف کی محنت اور ہمت کی داد دینی پڑتی ہے۔ اس کتاب میں آریوں کے قتل و غارت لوٹ مار اور بیحد ظلم اور زیادتیوں کا تاریخی ثبوت ایک خاص فصل میں دیا ہے کتاب **قابل دید** ہے اور اسکی کثرت اشاعت کی ضرورت ہے ۲۱۲ صفحہ کی کتاب ہے اور ۱۲ر فی جلد کے حساب سے دفتر الحکم قادیان سے ملیگی۔ محصولڈاک اس کے علاوہ ہے۔ یہ کتاب مولوی سید وزارت حسین صاحب اورینی (مونگھیری) کی تالیف ہے +

الاعلان

اس وقت خدا کے فضل سے اخبار الحکم کا ۳۵ والیوم نمبر ہے۔ یہ سال چند ہفتوں تک ختم ہونے کو ہے

(۱) مہربانی کر کے بقایا داران اپنے حساب صاف کر دیں جن کی قیمت ابھی تک وصول نہیں ہوئی۔ ان کے نام اس نمبر سے وی۔ پی کا سلسلہ شروع کر دیا جاتا ہے اور گذارش کیا جاتا ہے کہ وہ وی۔ پی واپس کر کے اُلٹا اخبار کو زیر بار نہ فرمائیں

(۲) خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت فضول ہوگی۔ جواب طلب امور کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ یا جوابی پوسٹ لکھا کریں۔

(۳) اخبار الحکم کا کاتب موسمی بخار کی وجہ سے بیمار ہے اس لئے پرچہ میں غیر معمولی دیر ہو جاتی ہے ابھی تک کوئی مستقل انتظام نہیں ہوا۔ انشاء اللہ جلد یہ تکلیف رفع ہو جائے گی۔ منیجر الحکم قادیان

ریویو

خادم کعبہ

(باتصویر)

زیر ادارت جناب سید الطاف حسین صاحب

بنگال و بہار کے بڑے مرکز ہوڑہ سے یہ علمی ادبی معلومات کا مجموعہ ہر مہینہ ایک نئے جلوہ اور نئی آن بان کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔ جس میں ہندوستان کے مشہور و معروف اہل قلم حضرات کے عمدہ مضامین اور شعرا کی تازہ غزلیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اور لیڈران قوم کی اصلی تصویریں نہایت ہی خوشنما اس رسالہ کی اہمیت کو دوبالا کرتی رہتی ہیں۔ ہم ممنون ہیں کہ ہندوستان کے مقتدر اخبارات کے ایڈیٹروں نے اس کے لئے اپنی قلمی خدمتوں کا وعدہ فرمایا ہے اس لئے امید ہے کہ عنقریب خادم کعبہ ہندوستان کے ادبی رسالوں میں امتیازی حیثیت پیدا کر لیگا۔ اسکی خریداری لٹریچر کے شیدائیوں کے لئے ضروری ہے اگر آپ اپنے دل میں سوز و گداز پیدا کرنیوالے دلچسپ مضامین کے دیکھنے کے خواہش مند ہیں تو اس رسالہ کو ضرور منگا کر ملاحظہ فرمایئے۔ کاغذ عمدہ لکھائی اچھی چھپائی بہترین قیمت کم سالانہ چندہ عہ ششماہی عہ نمونہ فی جلد ۳ر

پتہ:- **شیخ ابو الحسن منیجر رسالہ خادم کعبہ**
۵۸ جولا پاڑہ لین۔ ہوڑہ